کسی کواپنا گردہ دینا شرعی طور پر کیسا ہے؟

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر: WAT-1642

تاریخ اجراء: 24شوال المکرم1444ھ/15مئی2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر بیٹے کے دونوں گردے خراب ہو گئے ہوں تو کیا والد اپنا ایک گردہ بیٹے کو دے سکتا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

انسان اپنے اعضا کا مالک نہیں ہے، لہذا وہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے کو کسی طرح نہیں دے سکتا تو صورت مسئولہ میں والد اپنا گردہ بیٹے کو نہیں دے سکتا، اگرچہ بیٹے کے دونوں گردے خراب ہو گئے ہیں۔

مجلس شرعی کے فیصلے نامی کتاب میں ہے "اس سے قبل والے سمینار میں یہ بحث آئی تھی کہ انسان کی جان یا عضو کی ہلاکت جب یقینی یا قریب بہ یقین ہو، اور دوسرے انسان کا عضو لگانے سے اس شخص کا شفایاب ہونا متوقع ہو۔ جیسا کہ آج کل یہ طریقہ علاج جاری ہے تو شرعا یہ جائز ہے یا نہیں؟

مندوبین نے اس پر اظہار خیال کیا کہ دوسرے زندہ انسان کا عضو کاٹ کر استعمال کرنا حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہوتا۔ ہاں! مضطر کو اس مقدار میں حرام یا مردار حتی کہ انسان میت کا گوشت کھانے پینے کی اجازت ہوتی ہے جس سے وہ جاں بر ہو سکے۔ یہ اجازت اس وقت ہے جب اس کھانے پینے سے اس کی نجات یقینی ہو۔ اس بنیاد پر یہ غور ہوا کہ آج کے تبدیلی عضو والے علاج سے شفا یقینی ہوتی ہے یا نہیں؟

بعض حضرات کی یہ رائے سامنے آئی کہ یقینی تو نہیں مگر مظنون بہ ظن غالب ہے۔

اس پر یہ کلام ہوا کہ پھر یہ علاج واجب ہونا چاہیے کہ اگر نہ کرے تو گنہ گار ہو جیسے حالت مخمصہ میں حرام نہ کھائے پیے اور مر جائے تو گنہ گار ہوتا ہے۔ حالاں کہ علاج کا حکم یہ نہیں۔ بلکہ کتابوں میں یہ موجود ہے کہ علاج نہ کیا اور مر گیا تو گنہ گار نہ ہو گا۔ اس لیے کہ علاج سے شفا یقینی نہیں۔

پیوند کاری سے کامیابی کی جو شرح دی گئی ہے، وہ ہمارے حق میں اولاً یقینی نہیں۔ ثانیاً یہ شرح بحیثیت مجموعی ہے۔ آپریشن کے مرحلہ سے شفاتک گزرنے میں اتنے مراحل ہیں کہ ہر ہر مرحلہ پر ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے، پھر مریض خاص کے حق میں زیادہ سے زیادہ ظن اور امید کا حصول ہوتا ہے قطع ویقین کا نہیں، پھر بہت سے حریص، دنیا طلب، اور ظالم و خائن ڈاکٹروں کی زیادتیاں الگ ہیں۔ جن کے ظلم وخیانت اور بے اعتدالی وبے احتیاطی کے واقعات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف جو عضو عطا کرنے والا تندرست وتوانا انسان ہے خاص اس کے حق میں کوئی حاجت واضطرار نہیں کہ وہ اپنا عضو دوسرے کو دے، پھر اسے کیوں کر اجازت ہو گی کہ وہ اپنے عضو کی بے حرمتی یا اس کی خرید وفروخت کا معاملہ کرے خصوصا جب کہ وہ اپنے جسم وجان کا مالک بھی نہیں کہ اسے ہبہ کرنے یا بیچنے کا اختیار ہو۔

ان حالات کے پیش نظر عضو انسان سے عضو انسان کی پیوند کاری کے جواز کا حکم بہت مشکل ہے۔ بلکہ بروقت، عدم جواز ہی واضح ہے اور ہم اسی کا حکم دیتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم" (مجلس شرعی کے فیصلے، ج1، ص184،183، دار النعمان، پاکستان)

اسی مقام پر اس کتاب کے حاشیہ میں ہے: "انسان اپنے اعضاء آنکھ، گردے، پھیپڑے وغیرہ کا مالک نہیں، یہ تمام اعضاء بندے کے پاس اللہ عزوجل کی امانت ہیں، لہٰذا انسان اپنے یہ اعضاء نہ تو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے، نہ کسی کو ہبہ یا خیرات کر سکتا ہے، نہ ہی اپنے کسی عزیز وغیرہ کے لیے بعد وفات یہ اعضاء دینے کی وصیت کر سکتا ہے۔ یوں ہی دوسرا شخص کسی انسان سے اعضاء خرید سکتا ہے نہ ہی اعضاء کا ہبہ، صدقہ یا وصیت قبول کر سکتا ہے، نہ لے سکتا ہے۔" (مجلس شرعی کے فیصلے، جلد1، صفحہ184، ہند)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net